International Research Jounral of Islamic Culture & Communication

IRJICC

ISSN:3007-4630 (P),3006-8304(E)

علمِ غریب الحدیث کی علمی و منہجی بنیادیں: مفہوم، اہمیت اور بنیادی مصادر کا تحقیقی جائزہ

SCHOLARLY AND METHODOLOGICAL FOUNDATIONS OF ‘ILM GHARĪB AL-ḤADĪTH: A RESEARCH STUDY OF ITS CONCEPT, SIGNIFICANCE, AND CORE LITERATURE

1. *Kaleem Ullah* — PhD Scholar, Department of Islamic Studies, University of Malakand, KP, Pakistan.
Kalimullah7880@gmail.com

2. *Dr. Aziz Ahmad (Corresponding Author)* — Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Malakand, KP, Pakistan.
azizroomi92@gmail.com

3. *Dr. Badshah Rehman* — Associate Professor, Department of Islamic Studies, University of Malakand, Pakistan.
Badshahrehman@uom.edu.pk

Vol. 04, Issue, 01, Jan-March 2026, PP:182-194

OPEN ACCES at: www.irjicc.com

Article History	Received	Accepted	Published
	15-01-26	03-02-26	30-03-26

Abstract

‘Ilm Gharīb al-Ḥadīth the discipline devoted to explaining the rare and obscure words occurring in the reports of the Prophet Muhammad (peace be upon him) and his Companions occupies a foundational place among the sciences concerned with the text (matn) of Hadith. Employing a qualitative, analytical, and historical-doctrinal method, this study defines gharābah both lexically and technically, traces the linguistic, tribal, and diachronic causes that render certain prophetic vocabulary obscure, and delineates the boundary separating Gharīb al-Ḥadīth from the cognate disciplines of Mukhtalif al-Ḥadīth and Mushkil al-Ḥadīth. It shows that the discipline's chief value lies in guarding the transmitted text against scribal corruption (taṣḥīf and taḥrīf) and in unlocking meanings that would otherwise remain closed to the reader, and that the soundest method of explanation is for one hadith to interpret another. The study

CC BY

then traces the historical development of the genre from its earliest, now-lost beginnings with Abū ʻUbaydah Maʻmar ibn al-Muthannā and al-Naḍr ibn Shumayl, through the foundational works of Abū ʻUbayd al-Qāsim ibn Sallām, Ibn Qutaybah, Ibrāhīm al-Ḥarbī, al-Saraqusṭī, and al-Khaṭṭābī, to the alphabetically-arranged dictionaries of al-Harawī, Abū Mūsā al-Madīnī, al-Zamakhsharī, and Ibn al-Jawzī, culminating in Ibn al-Athīr's al-Nihāyah fī Gharīb al-Ḥadīth wa'l-Athar. It further surveys works devoted to the gharā'ib of single canonical collections, such as Qāḍī ʻIyāḍ's Mashāriq al-Anwār and al-Zarkashī's al-Tanqīḥ. The study concludes that this genre, structured across musnad-based, alphabetical, and topical arrangements, remains an indispensable and underexplored resource for the correct comprehension of prophetic speech, and calls for renewed scholarly and Urdu-language engagement with it.

KeyWords : *Gharīb al-Ḥadīth, Taṣḥīf wa Taḥrīf, al-Nihāyah fī Gharīb al-Ḥadīth, Abū ʻUbayd al-Qāsim ibn Sallām, Ibn al-Athīr, ʻUlūm al-Matn.*

تعارف

علومِ حدیث ایک وسیع اور کثیر الشعب علمی سلسلہ ہے۔ امام حاکم نیشاپوریؒ نے "معرفۃ علوم الحدیث" میں اِس کی باون انواع شمار کیں [1]، حافظ ابن الصلاحؒ نے اپنے "مقدمہ" میں یہ تعداد پینسٹھ تک پہنچائی [2]، جبکہ امام سیوطیؒ نے "تدریب الراوی" میں اِس کو مزید وسعت دی [3]۔ اہلِ فن نے اِن تمام انواع کو تین بڑی جہتوں میں سمو دیا ہے: متنِ حدیث سے متعلق علوم، اسناد سے متعلق علوم، اور تاریخ ورجال سے متعلق علوم۔ زیرِ نظر مقالہ پہلی جہت، یعنی متنِ حدیث سے وابستہ علوم میں سے ایک نہایت اساسی فن علمِ غریب الحدیث کی فکری و منہجی بنیادوں کو موضوعِ بحث بناتا ہے۔

تحقیقی سوالات

زیرِ نظر مطالعہ درجِ ذیل بنیادی سوالات کے تحقیقی احاطے کی کوشش کرتا ہے: اولاً، علمِ غریب الحدیث کی حقیقت اور اِس کے موضوعاتی حدود کیا ہیں؟ ثانیاً، الفاظِ حدیث میں غرابت کے پیدا ہونے کے بنیادی اسباب کیا ہیں؟ ثالثاً، غریب الحدیث دیگر متعلقہ علومِ متن، یعنی مختلف الحدیث اور مشکل الحدیث، سے کن اصولوں پر ممتاز ہوتا ہے؟ رابعاً، اِس فن کی علمی و عملی اہمیت اور اِس کے بنیادی فوائد کیا ہیں؟ اور خامساً، اِس فن کی تدوین کن تاریخی مراحل سے گزری اور کون سی کتب اِس کے بنیادی ستون قرار پاتی ہیں؟ اِنہی پانچ سوالات کے گرد آئندہ مباحث کو مرتب کیا گیا ہے۔

ادبی جائزہ

علمِ غریب الحدیث پر خامہ فرسائی کی روایت خود اِس فن کی بنیادی کتب سے شروع ہوتی ہے، جن کا تفصیلی تعارف آگے پیش کیا جائے گا۔ تاہم عصرِ حاضر میں بھی اِس موضوع پر متعدد تحقیقی مساعی سامنے آئی ہیں۔ خالد المقالی نے اپنے مقالے میں چوتھی صدی ہجری کے اختتام تک اِس فن کی تدوین کے مراحل کا سراغ لگایا ہے [4]۔ اردو زبان میں بھی اِس موضوع پر کچھ کام سامنے آیا

ہے: ایک تحقیقی مقالے نے اِس فن کی اہمیت اور ارتقائی ادوار کا جائزہ لیا[5]، جبکہ ایک اور مطالعے نے مخصوص طور پر امام ابن الاثیر الجزریؒ کے اِس فن میں کردار کو تجزیاتی انداز میں پیش کیا[6]۔ ایک تیسرے مقالے نے غریب الحدیث کی مشہور کتب کے تصنیفی مناہج کا تقابلی جائزہ لیا ہے[7]۔ اِن کے علاوہ متعلقہ میدان، یعنی غریبِ قرآن، پر بھی مستقل کام موجود ہے[8]، اور بعض محققین نے کسی ایک مصنف مثلاً امام ابراہیم الحربیؒ کی کتاب کے کسی خاص پہلو، یعنی اُس پر قراءاتِ قرآنیہ کے اثر، پر متخصص مطالعہ پیش کیا ہے[9]۔

تحقیقی خلا

مذکورہ بالا جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ اِس موضوع پر ہونے والا اکثر کام یا تو کسی ایک مصنف یا کتاب تک محدود ہے، جیسے صرف ابن الاثیرؒ یا صرف امام حربیؒ پر مرکوز مطالعات، یا محض تصنیفی مناہج کے تقابل تک محدود رہتا ہے، بغیر اِس کے کہ فن کے تصوراتی خدوخال یعنی اسبابِ غرابت، دیگر علومِ متن سے امتیاز، اور تفسیر بالحدیث کا اصول کو مربوط انداز میں اُس کی تاریخی و کتابیاتی روایت کے ساتھ یکجا کیا جائے۔ نیز اردو میں دستیاب مواد کی مقدار بھی عربی مواد کے مقابلے میں نہایت محدود ہے۔ چنانچہ یہ خلا موجود ہے کہ ایک ایسا جامع مطالعہ پیش کیا جائے جو فن کی فکری بنیادوں کو اُس کے کتابیاتی ارتقاء کے ساتھ مربوط کر کے، دوسری صدی ہجری سے دسویں صدی ہجری تک کے متعدد بنیادی مصادر کا تعارفی و تجزیاتی احاطہ ایک ہی مقالے میں پیش کرے۔ زیرِ نظر مطالعہ اِسی خلا کو پر کرنے کی ایک کاوش ہے۔

منہجِ تحقیق

یہ مطالعہ بنیادی طور پر معیاری (qualitative)، توصیفی و تجزیاتی، اور تاریخی و استقرائی طریقِ تحقیق پر استوار ہے۔ تحقیق کا انحصار بالخصوص تحقیقِ کتب خانہ پر ہے: بنیادی مصادر میں کتبِ غریب الحدیث کے مطبوعہ نسخے جیسے ابو عبید، ابن قتیبہ، خطابی، ہروی، ابو موسیٰ المدینی اور ابن الاثیر کی تصانیف نیز کتبِ رجال و تراجم (سیر اعلام النبلاء، تاریخ بغداد، وفیات الاعیان) اور فنِ حدیث کی اصولی کتب (مقدمہ ابن الصلاح، تدریب الراوی، معرفۃ علوم الحدیث) شامل ہیں۔ ثانوی مصادر میں اِس موضوع پر لکھے گئے معاصر عربی و اردو تحقیقی مقالات سے استفادہ کیا گیا ہے۔ مواد کو موضوعاتی و تاریخی ترتیب سے پیش کیا گیا ہے: پہلے فن کے تصوراتی خدوخال (تعریف، اسباب، امتیاز، اہمیت) کا تجزیہ، پھر اُس کی تدوین کے تاریخی سفر، اور آخر میں بنیادی مصادر کا تعارفی و تقابلی جائزہ۔

غریب الحدیث: لغوی و اصطلاحی مفہوم

لفظ "غریب" کا مادہ غ-ر-ب ہے اور عربی زبان میں حَسَب، نَصَر اور کَرُم تینوں ابواب سے مستعمل ہے۔ اِس مادے کے بنیادی مفاہیم میں دوری، قلت و ندرت، پوشیدگی اور ناقابلِ فہم ہونا، نیز اجنبیت و پردیسی پن شامل ہیں؛ چنانچہ "غربتِ شمس" سورج کے چھپ جانے کو، اور "غرب الکلامُ غرابۃً" کسی بات کے مبہم و ناقابلِ فہم ہو جانے کو کہا جاتا ہے[10]۔ امام خطابیؒ نے اپنی "غریب الحدیث" کے مقدمے میں اِسی لغوی نسبت کو یوں بیان کیا ہے کہ کلام میں سے غریب وہی ہے جو فہم سے دور ہو، جیسے لوگوں میں غریب وہ شخص ہے جو اپنے وطن و اہل و عیال سے دور جا پڑا ہو[11]۔

اصطلاحی سطح پر یہ اُس فن کا نام ہے جس میں احادیثِ نبویہ اور آثارِ صحابہ و تابعین کے اُن الفاظ کی توضیح کی جاتی ہے جو قلتِ استعمال یا دیگر اسباب کے سبب بعید الفہم ہو گئے ہیں۔ حافظ ابن الاثیرؒ نے "النہایۃ" کے مقدمے میں اِس فن کو حدیث کی جلیل القدر انواع میں شمار کیا اور واضح کیا کہ چونکہ سنتِ نبویہ شریعت کا دوسرا مصدر اور قرآنِ کریم کی مبیّن ہے، اِس لیے اُس کے الفاظ کا صحیح فہم احکام کے استنباط کے لیے ناگزیر ہے[12]۔ علامہ طاش کبری زادہؒ نے بھی "مفتاح السعادۃ" میں اِسے حدیث کے اہم ترین ابواب میں شمار کیا ہے[13]۔ حافظ ابن الصلاحؒ نے اپنی مشہور تصنیف میں غریب الحدیث کو ایک مستقل نوع کے طور پر متعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ اُن الفاظ کی معرفت کا نام ہے جو قلتِ استعمال کے باعث احادیث کے متون میں مبہم واقع ہوئے ہوں، اور یہ ایسا فن ہے جس کی جہالت اہلِ حدیث کے لیے خصوصاً اور اہلِ علم کے لیے عموماً باعثِ عیب سمجھی جاتی ہے[14]۔

اسبابِ غرابت

کسی حدیثی لفظ میں غرابت کے پیدا ہونے کے متعدد اسباب علماء نے شمار کیے ہیں۔ سب سے نمایاں سبب کسی لفظ کی قلتِ استعمال ہے، کہ عام کلام میں کم مستعمل ہونے کے باعث وہ اجنبی محسوس ہونے لگتا ہے۔ دوسرا سبب قبائلِ عرب کے لہجات کا اختلاف ہے: نبی کریم ﷺ چونکہ تمام قبائلِ عرب کے لیے مبعوث ہوئے تھے، اِس لیے آپ ﷺ کو تمام عرب لغات کی معرفت عطا کی گئی تھی اور آپ ﷺ ہر قبیلے سے اُسی کے محاورے میں گفتگو فرماتے، جس کے نتیجے میں ایک قبیلے کا معروف لفظ دوسرے قبیلے کے لیے اجنبی ثابت ہوتا[15]۔ چنانچہ لفظ "عَضَہ" قریش کی لغت میں خاص جادو کے معنی میں مستعمل تھا، اور آپ ﷺ نے اِسی مناسبت سے جادوگرنی کے لیے "العاضِہَۃ" اور "المستعضِہَۃ" کے الفاظ استعمال فرمائے[16]۔ تیسرا سبب زبان کا فطری ارتقاء ہے: کوئی زبان کبھی جامد نہیں رہتی، اور کسی لفظ کا وہ معنی جو عہدِ نبوی ﷺ میں رائج تھا ضروری نہیں کہ بعد کی عربی میں بھی برقرار رہا ہو یہی وجہ ہے کہ محض متاخر لغت کی کتب اِس فن میں کافی نہیں ٹھہرتیں۔

غریب الحدیث کا مختلف الحدیث اور مشکل الحدیث سے امتیاز

متنِ حدیث سے متعلق علوم میں غریب الحدیث کے علاوہ مختلف الحدیث اور مشکل الحدیث بھی شامل ہیں، اور اِن تینوں کے مابین حدود کا تعین ضروری ہے۔ غریب الحدیث کا موضوع خالصتاً مفرد الفاظ کی لغوی و اصطلاحی توضیح ہے، جبکہ مختلف الحدیث کا موضوع دو بظاہر متعارض احادیث کے مابین تطبیق و ترجیح ہے، اور مشکل الحدیث اِن دونوں سے وسیع تر ہے کیونکہ اِس میں اُن احادیث سے بھی بحث ہوتی ہے جن کا ظاہر عقل یا نصِ قطعی سے متعارض دکھائی دیتا ہے۔ اِسی امتیاز کے سبب امام ابن قتیبہؒ نے "تأویل مختلف الحدیث" اور امام طحاویؒ نے "شرح مشکل الآثار" جیسی مستقل کتب تصنیف کیں، جو موضوعاتی اعتبار سے کتبِ غریب الحدیث سے الگ ہیں۔ تاہم عملاً یہ تینوں علوم ایک دوسرے سے مربوط ہیں، کیونکہ بسا اوقات کسی حدیث کا اشکال یا اُس کا بظاہر تعارض دراصل کسی غریب لفظ کے صحیح مفہوم کے تعین نہ ہونے ہی سے پیدا ہوتا ہے، اور جوں ہی وہ لفظ اپنے درست معنی میں طے پا جائے، اشکال خود بخود رفع ہو جاتا ہے۔

اہمیت وافادیت

فنونِ حدیث میں غریب الحدیث کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، اور محدثین کے ہاں اِس سے بے خبری نہایت معیوب گردانی جاتی ہے۔ اِس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ محض لغت کی کتابیں اِس ضرورت کو پورا نہیں کرتیں، کیونکہ کسی نثر پارے میں لفظ کبھی حقیقی و لغوی معنی میں، کبھی عرفی، کبھی شرعی، اور کبھی مجاز یا ضرب الامثال کے اسلوب میں مستعمل ہوتا ہے، جبکہ عام لغت میں غالباً صرف لغوی مفاہیم درج ہوتے ہیں [17]۔ اکابر محدثین اِس باب میں نہایت محتاط تھے: روایت ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ سے غریب الحدیث کے کسی لفظ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اصحابِ غریب سے پوچھو، کیونکہ مجھے یہ ناپسند ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے قول پر ظن سے کلام کر کے غلطی کروں [18]۔ اِسی طرح امام لغت اصمعیؒ سے جب حدیثِ "الجار احق بسقبہ" کے معنی کے بارے میں سوال ہوا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ میں حدیثِ رسول ﷺ کی تفسیر نہیں کرتا، البتہ عرب کے ہاں "سقب" سے مراد قربت و اتصال ہے [19]۔

اِس فن کے دو نمایاں فوائد ہیں۔ پہلا یہ کہ یہ تصحیف و تحریف سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ علمِ حدیث سب سے زیادہ احتیاط طلب فن ہے، اور اِس میں بڑے بڑے محدثین سے بھی الفاظ کی تصحیف سرزد ہوئی؛ حافظ ابن حجرؒ نے اِس پر تعجب ظاہر کیا ہے کہ ابو ہلال عسکریؒ نے تصحیفات پر مستقل کتابیں لکھیں مگر خود بھی اِس سے محفوظ نہ رہ سکے [20]۔ مثال کے طور پر مسند احمد میں ایک روایت "احتجم فی المسجد" کے الفاظ سے نقل ہوئی ہے [21]، حالانکہ یہ راوی ابن لہیعہؒ کی تصحیف ہے [22]؛ اصل الفاظ یہ ہیں: "احتجر رسول اللہ ﷺ حجیرۃ" [23]۔ اِسی طرح حدیثِ "من صام رمضان واتبعہ ستا من شوال" [24] کو ابو بکر الصولیؒ نے "واتبعہ شیئا من شوال" پڑھ لیا، جس سے معنی یکسر بدل گیا [25]، اور حدیثِ "صلی الی عنزۃ" میں لفظ "عنزہ" (نصب شدہ نیزہ) کو بعض نے قبیلے کے معنی میں لے کر تحریف کر دی [26]۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اِس فن کے ذریعے احادیث کے وہ معانیِ مجملہ واضح ہوتے ہیں جن کے بغیر حدیث کا مکمل فہم ممکن نہیں ہوتا۔

حدیث کی تشریح میں راجح اصول: تفسیر الحدیث بالحدیث

حدیث کے غریب الفاظ کی بہترین توضیح وہ ہے جو اُسی مفہوم کی دوسری روایات سے حاصل ہو، کیونکہ صاحبِ کلام ہی اپنی بات کی سب سے بہتر تشریح کر سکتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری کی روایت "صل قائما، فان لم تستطع فقاعدا، فان لم تستطع فعلی جنب" [27] میں لفظ "جنب" کی مراد متعین کرنے کے لیے پہلے دیگر مرویات سے رجوع کیا جاتا ہے، اور سنن دار قطنی کی روایت جس میں مریض کی نماز کی مکمل ترتیب (قیام، قعود، اشارہ، دائیں کروٹ، پھر پاؤں قبلہ رخ کر کے لیٹنا) بیان ہوئی ہے اِس اجمال کی بہترین تفصیل فراہم کرتی ہے [28]۔ اِس طرح حدیث کی تفسیر خود حدیث سے کرنا اِس فن کا سب سے مستند اور محفوظ ترین اسلوب قرار پاتا ہے۔

تدوینِ فن کا تاریخی آغاز

اہلِ علم کی اکثریت کے نزدیک غریب الحدیث میں اولین تصنیف ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ کی ہے [29]، اگرچہ امام حاکمؒ کے

نزدیک اِس فن کے اولین مدوّن نضر بن شمیل ہیں[30]۔ اِسی ابتدائی دور میں قطرب محمد بن المستنیر، عبد الملک بن قریب الاصمعی، ابن الاعرابی، عبد الملک بن حبیب المالکی، محمد بن حبیب البغدادی، شمر بن حمدویہ، ابن کیسان اور ابو العباس المبرد جیسے اہلِ لغت نے بھی اِس فن میں قلم اٹھایا[31]۔ ابو عبیدہ کی کتاب آج ہمارے پاس موجود نہیں اور ابن الاثیرؒ کے مطابق وہ چند اوراق پر مشتمل ایک مختصر رسالہ تھی[32]۔ اِن ابتدائی کتب میں سب سے ضخیم تصنیف ابن الانباری (م328ھ) کی تھی، جس کی ضخامت ساڑھے چار ہزار صفحات بتائی جاتی ہے[33]، تاہم اِن قدیم ترین کتب میں سے کوئی بھی ہم تک نہیں پہنچی سوائے ابو عبید قاسم بن سلام کی "غریب الحدیث" کے، جو اِس اعتبار سے دستیاب کتب میں سب سے پہلی تصنیف قرار پاتی ہے۔

کتبِ غریب الحدیث کی تصنیفی و ترتیبی درجہ بندی

موادی اعتبار سے غریب الحدیث کی کتابیں چار اطوار پر لکھی گئی ہیں: پہلی وہ جن میں کسی معیّن کتاب کی تخصیص کے بغیر، جہاں کہیں کوئی غریب لفظ آیا اُس کی تشریح کر دی گئی؛ دوسری وہ جو کسی ایک معیّن کتابِ حدیث کے غرائب پر مخصوص کی گئیں، جیسے علامہ زرکشیؒ کی "التنقیح" (بخاری کے غرائب پر) اور قاضی عیاضؒ کی "مشارق الانوار" (موطأ، بخاری اور مسلم کے غرائب پر)؛ تیسری وہ جو غرائبِ قرآن اور غرائبِ حدیث دونوں پر محیط ہیں، جیسے ہروی کی "الغریبین"، ابو موسیٰ المدینی کی "المجموع المغیث" اور محمد طاہر الفتنی کی "مجمع بحار الانوار"؛ اور چوتھی کتبِ استدراک کی قسم ہے، جو نسبتاً زیادہ ہیں کیونکہ تقریباً ہر مصنف نے سابقہ تصنیف پر کچھ نہ کچھ استدراک کیا۔

ترتیب کے اعتبار سے بھی اِن کتب کی تین قسمیں کی جا سکتی ہیں: پہلی وہ جو مسانید کی طرز پر مرتب کی گئیں، اور ابتدائی دستیاب کتب ابو عبید، ابن قتیبہ اور خطابی کی "غریب الحدیث" اِسی زمرے میں آتی ہیں؛ دوسری وہ جو معاجم کی طرز پر یعنی حروفِ ہجا کی ترتیب سے مدون ہوئیں، جن میں سب سے پہلی دستیاب کتاب ہروی کی "الغریبین" ہے، اِس کے بعد ابو موسیٰ کی "المجموع المغیث"، ابن الاثیر کی "النہایۃ" اور محمد طاہر الفتنی کی "مجمع بحار الانوار" اِسی طرز پر ہیں؛ تیسری قسم وہ کتب ہیں جو فقہی ابواب کی ترتیب پر لکھی گئیں، جیسے زرکشیؒ کی "التنقیح" اور بعض اعتبار سے ابن قتیبہؒ کی "غریب الحدیث"۔

بنیادی مصادر کا تعارفی و تحقیقی جائزہ

ذیل میں اِس فن کی اہم ترین اور بنیادی کتب کا اختصار کے ساتھ تعارف پیش کیا جاتا ہے، جن میں سے ہر ایک کا اپنا منہج، خصوصیت اور علمی مقام ہے۔

ا۔ غریب الحدیث ابو عبید قاسم بن سلام (م224ھ)

ابو عبید قاسم بن سلام کو ائمہ لغت میں شمار کیا جاتا ہے، اور آپ تفسیر، حدیث و فقہ کے بھی امام تھے؛ بیس سے زائد تصانیف آپ سے منسوب ہیں[34]۔ "غریب الحدیث" میں آپ نے کوئی سخت ترتیب ملحوظ نہیں رکھی: ابتدائی حصے میں حدیث نقل کر کے اُس کے غریب لفظ کی تفصیلی توضیح کی، اور تیسری جلد سے آگے مسانید کی طرز پر خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ اور بعد کے صحابہ و

صحابیات و تابعین کی روایات کے تحت غرائب بیان کیے۔ امام خطابیؒ نے آپ کی کتاب کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ اہلِ حدیث کے لیے ایک امام کی حیثیت اختیار کر گئی، جس کے ذریعے وہ باہم مذاکرہ کرتے اور جس کی طرف رجوع کرتے[35]۔ بعد کے تمام اہلِ لغت و حدیث نے اِس کتاب سے بھرپور استفادہ کیا۔

۲۔ غریب الحدیث ابن قتیبہ (م276ھ)

ابن قتیبہؒ کی "غریب الحدیث" دراصل ابو عبید کی کتاب پر استدراک ہے: آپ نے وہ احادیث ذکر کیں جو ابو عبید سے رہ گئی تھیں، نیز بعض الفاظ کی وہ تعبیریں پیش کیں جنہیں آپ ابو عبید کی تعبیر سے زیادہ درست سمجھتے تھے[36]۔ آپ نے کتاب کا آغاز ایک مفصل مقدمے سے کیا، پھر بالترتیب فقہی اصطلاحات (وضو، صلاۃ، زکاۃ وغیرہ)، آسمانی کتب کے نام، قرآنی الفاظ (ظالم، فاسق، منافق، ملحد) اور مختلف فرقوں (رافضہ، مرجئہ، قدریہ، خوارج) کے نام کی وضاحت کی، اور آخر میں وہ اقوال درج کیے جن کے قائل کا علم نہ تھا۔ آپ کا اسلوب یہ ہے کہ حدیث یا قول نقل کر کے غریب لفظ کی وضاحت کرتے ہیں اور اُس کی تائید میں قرآن، سنت یا اقوالِ سلف سے شواہد پیش کرتے ہیں۔

۳۔ غریب الحدیث ابراہیم الحربی (م285ھ)

شیخ الاسلام ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربیؒ (پیدائش 198ھ) ادب، فقہ، حدیث اور زہد میں یگانہ روزگار تھے؛ امام دارقطنیؒ نے آپ کو ہر فن میں ماہر قرار دیا۔ آپ نے وراثت میں ملنے والے بیس سے زائد گھر اور باغات علم کی نذر کر دیے اور 285ھ میں بغداد میں وفات پائی[37]۔ آپ نے اپنی کتاب میں دو منہج یکجا کیے: محدثین کا منہجِ مسانید، اور اہلِ لغت کا منہجِ تقلیب، یعنی ہر مسند کے تحت الفاظ کو تقلیبی ترتیب سے بیان کیا۔ چونکہ آپ ہر حدیث کی مکمل سند اور مکمل متن نقل کرتے ہیں خواہ اُس میں ایک ہی غریب لفظ ہو، اِس لیے کتاب کی ضخامت بہت بڑھ گئی؛ ابن الاثیرؒ کے بقول یہی طوالت اِس نہایت مفید کتاب سے لوگوں کے صرفِ نظر کا سبب بنی، حالانکہ حربیؒ امام، حافظ، فقیہ اور ماہرِ لغت تھے[38]۔ یہ کتاب سلیمان بن ابراہیم العاید کی تحقیق کے ساتھ جامعۃ ام القریٰ کے مرکز البحث العلمی سے 1985ء میں تین جلدوں میں شائع ہوئی۔

۴۔ الدلائل فی غریب الحدیث سرقسطی (م313ھ)

"الدلائل" کا آغاز ابو محمد قاسم بن ثابت نے کیا مگر تکمیل سے قبل انتقال کر گئے، چنانچہ اُن کے والد ابو القاسم ثابت بن حزم السرقسطیؒ جو عالم، مفتی، شاعر اور قاضیِ سرقسطہ تھے اور حدیث، غریب الحدیث، لغت و نحو میں مہارت رکھتے تھے نے اِسے مکمل کیا؛ 313ھ میں وفات پائی[39]۔ یہ کتاب بھی ابو عبید اور ابن قتیبہ پر استدراک ہے۔ سرقسطیؒ صرف صحابی راوی کا ذکر کرتے ہیں اور رواۃ و مشائخ کی توضیح بھی نقل کرتے ہیں؛ علامہ زیلعیؒ نے "نصب الرایۃ" میں اِسے اپنا مأخذ بنایا ہے۔ البتہ اِس میں ایک خامی یہ محسوس کی گئی کہ بات سے بات نکالنے کے سبب کتاب کو غیر ضروری طوالت دی گئی، جو موضوع سے ہٹ کر ہونے کے سبب طالبِ لغت کے لیے غیر ضروری ٹھہرتی ہے۔

۵۔ غریب الحدیث خطابی (م388ھ)

امام ابو سلیمان حمد بن محمد الخطابیؒ چوتھی صدی ہجری کے جلیل القدر ائمہ میں شمار ہوتے ہیں، اور اُن کی "غریب الحدیث" اِس فن کی اہم ترین کتب میں سے ہے۔ یہ بھی ابو عبید اور ابن قتیبہ پر استدراک ہے، یعنی اُن الفاظ کی توضیح کی گئی جو دونوں نے ذکر نہ کیے تھے۔ آپ نے کتاب کا آغاز ایک قیمتی مقدمے سے کیا، پھر بالترتیب نبی کریم ﷺ، صحابہ اور تابعین کی روایات کے تحت غریب الفاظ کی وضاحت کی، اور بعض روایات کے وہ الفاظ بھی درست کیے جو عوام میں غلط مشہور ہو گئے تھے۔ ابن الاثیرؒ نے آپ کی کتاب کو اِس فن کی تین اہم ترین اُمّہاتِ کتب میں شمار کیا ہے[40]۔ خطابیؒ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ آپ محض لغوی توضیح پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ بعض احادیث سے فقہی استنباط بھی کرتے ہیں؛ چنانچہ حدیثِ "اما معاویۃ فانہ رجل عائل" کی تشریح کے بعد آپ نے اِس سے متعدد فقہی مسائل از جملہ حسبِ ضرورت عورتوں کی تادیب کا جواز اور نان ونفقہ نہ ملنے کی صورت میں بیوی کے حقِ علیحدگی مستنبط کیے[41]۔ یہ کتاب عبد الکریم العزباوی کی تحقیق کے ساتھ جامعۃ ام القریٰ، مکہ مکرمہ سے شائع ہوئی۔

٦۔ الغریبین ابو عبید الہروی (م 401ھ)

ابو عبید احمد بن محمد الہرویؒ، جنہیں ہرات کے گاؤں "فاشان" کی نسبت سے فاشانی بھی کہا جاتا ہے، مسلکاً شافعی اور ماہرِ لغت و ادب تھے؛ لغت میں اُن کے استاد امام ازہریؒ تھے، اور 401ھ میں وفات پائی۔ ہرویؒ نے اِس فن میں ایک نیا رخ متعارف کرایا: پہلی بات یہ کہ یہ کسی مخصوص کتاب پر استدراک نہ تھی بلکہ سابقہ تحریرات کا ایک جامع مجموعہ تھی؛ دوسری یہ کہ اِس میں حدیث کے ساتھ باقاعدگی سے قرآن کے غرائب بھی زیرِ بحث آئے، یعنی کسی مادے کے تحت پہلے متعلقہ آیات اور پھر احادیث و آثار نقل کیے جاتے ہیں؛ تیسری یہ کہ اِسے معجم کی آسان ترین یعنی حروفِ ہجا کی ترتیب پر لکھا گیا، اور ابن الاثیرؒ کے نزدیک اِس کی وسیع مقبولیت کا سب سے بڑا سبب یہی سہولت تھی[42]۔ چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ سند حذف کر کے، صرف متعلقہ لفظ یا جملہ نقل کر کے اور شواہد ترک کر کے انتہائی اختصار سے کام لیا گیا۔ کتاب میں موجود بعض اغلاط کی نشاندہی کے لیے ابو الفضل محمد بن ناصر السلامیؒ (م 550ھ) نے "التنبیہ علی الالفاظ فی الغریبین" کے نام سے مستقل تصنیف لکھی۔

۷۔ المجموع المغیث ابو موسیٰ المدینی (م 581ھ)

ابو موسیٰ محمد بن ابی بکر المدینیؒ 501ھ میں اصبہان میں پیدا ہوئے، مسلکاً شافعی تھے اور سند و متن دونوں کے علوم میں کمالِ مہارت رکھتے تھے؛ اہلِ علم اُن کے حافظے کی مثال دیتے اور اُن کی تصانیف کو ابن عساکرؒ کی تصانیف پر ترجیح دیتے تھے[43]۔ آپ کی "المجموع المغیث فی غریبی القرآن والحدیث" بھی حروفِ ہجا کی ترتیب پر مدون ہے اور "الغریبین" پر استدراک ہے، یعنی اِس میں صرف وہ الفاظ درج کیے گئے جو "الغریبین" میں مذکور نہ تھے؛ باقی منہج میں ہرویؒ سے کوئی نمایاں فرق نہیں۔

۸۔ الفائق فی غریب الحدیث زمخشری (م 538ھ)

"الفائق" جار اللہ ابو القاسم محمود بن عمر الزمخشریؒ (467–538ھ) کی تصنیف ہے، جو اپنے عہد کے امامِ لغت، مفسر اور ماہرِ بلاغت تھے؛ تفسیر "الکشاف" اور بلاغت پر "اساس البلاغہ" جیسی تصانیف اُن کی وسعتِ علم کی گواہ ہیں۔ "الفائق" بھی حروفِ

ہجا کی ترتیب پر مرتب کی گئی[44]، مگر اِس کا اسلوب یہ ہے کہ ایک مادے کے تحت پوری حدیث نقل کر کے اُس میں موجود بقیہ غرائب کی توضیح بھی وہیں کر دی جاتی ہے، اور متعلقہ مادے میں اُس کا اعادہ نہیں کیا جاتا۔ اہلِ علم نے نشاندہی کی ہے کہ اِس کا بیشتر مواد ابن قتیبہ کی "غریب الحدیث" سے قریب ہے، البتہ زمخشریؒ اعرابی مباحث میں سیبویہ سے اضافی نکات بھی نقل کرتے ہیں۔ ابن قتیبہ کی ترتیب اسنادی تھی جبکہ زمخشری کی معجمی، اور ابن قتیبہ روایات کی نسبت کا خاص اہتمام کرتے تھے جبکہ زمخشری اکثر "قیل" کے ساتھ ہی اکتفا کرتے ہیں۔

۹۔ غریب الحدیث ابن الجوزی (م597ھ)

ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن الجوزیؒ، جنہیں "فخرِ عراق" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، حافظِ حدیث و مفسر تھے، بغداد میں 509 یا 510ھ میں پیدا ہوئے اور کثیر التصانیف عالم شمار ہوتے ہیں[45]۔ آپ کی "غریب الحدیث" بھی حروفِ ہجا کی ترتیب پر لکھی گئی اور اِس میں پیشِ نظر بنیادی مأخذ ہرویؒ کی "الغریبین" تھی۔ اگرچہ ابن الجوزیؒ نے استقصاء کا دعویٰ کیا، تاہم ابن الاثیرؒ نے تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں نے یہ کتاب مکمل دیکھی تو اِسے ہرویؒ کی "الغریبین" ہی کا اختصار پایا، جس کے ابواب سے تھوڑا تھوڑا اخذ کیا گیا اور اُس پر اضافہ صرف اِکا دُکا شاذ الفاظ کا ہے[46]۔

۱۰۔ النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر ابن الاثیر (م606ھ)

"النہایۃ" مجد الدین ابو السعادات مبارک بن محمد الشیبانی الجزریؒ کی تصنیف ہے، جو حروفِ ہجا کی ترتیب پر ہے اور اِس میں قرآنی غرائب شاملِ بحث نہیں۔ ابن الاثیرؒ نے اپنے مقدمے میں وضاحت کی ہے کہ جب اُنہوں نے ہرویؒ کی "الغریبین" اور اُس کے تکملے، ابو موسیٰؒ کی "المجموع المغیث"، کو دیکھا تو محسوس کیا کہ دونوں کا الگ الگ رہنا طالبِ غریب پر بار ہے، چنانچہ اُنہوں نے دونوں کو یکجا کر کے اپنی طرف سے اضافہ جات کے ساتھ یہ جامع کتاب مرتب کی[47]۔ اِس کتاب کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی، جس کے متعدد اسباب ہیں: مصنف کی خود اپنی علمی شہرت، حدیث و لغت میں اُن کی عبقریت، اور یہ کہ "مجمع بحار الانوار" سے قبل یہ اِس فن کی سب سے آخری اور جامع کتاب تھی۔ اِس کی اہمیت کے لیے یہ ایک بڑی دلیل کافی ہے کہ "لسان العرب" جن پانچ بنیادی مآخذ سے مرتب ہوئی، اُن میں سے ایک "النہایۃ" ہے[48]۔ ابن الاثیرؒ کی دیگر تصانیف میں "جامع الاصول فی احادیث الرسول"، "الانصاف فی الجمع بین الکشف والکشاف"، "المرصع" اور "منال الطالب فی شرح طوال الغرائب" شامل ہیں[49]۔

ابن الاثیرؒ نے اپنے دو بنیادی مآخذ کے مواد میں امتیاز کے لیے ایک لطیف علامتی نظام اختیار کیا: ہرویؒ کی "الغریبین" سے ماخوذ مادے پر حرف "ہ"، ابو موسیٰؒ کی "المجموع المغیث" سے ماخوذ پر حرف "س"، اور اپنے ذاتی اضافے کو بلا علامت رکھا، تاکہ ہر مادے کا مأخذ قاری پر واضح رہے[50]۔ کتاب کی غیر معمولی مقبولیت کا اندازہ اِس سے بھی ہوتا ہے کہ بعد کے علماء نے اِس کے متعدد اختصارات و ذیول تیار کیے: امام سیوطیؒ (م911ھ) نے اِسے "الدر النثیر تلخیص نہایۃ ابن الاثیر" کے نام سے مختصر کیا، علی متقی الہندیؒ نے بھی اِس کا اختصار کیا، اسماعیل بن محمد البعلیؒ نے "الکفایۃ فی نظم النہایۃ" کے نام سے اِسے منظوم کیا، اور صفی الدین محمود الارمویؒ نے اِس پر ذیل تحریر کیا[51]۔

اا۔ مجمع بحار الانوار محمد طاہر الفتنی (م 986ھ)

چوتھی قسم یعنی غرائبِ قرآن وحدیث کو یکجا کرنے والی کتب کی ایک اہم مثال جمال الدین محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفتنی الکجراتیؒ (م 986ھ) کی تصنیف "مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار" ہے۔ یہ کتاب حروفِ ہجا کی ترتیب پر مرتب ہے اور اِس میں مصنف نے قرآن وحدیث دونوں کے غریب الفاظ کو ایک ہی جگہ جمع کیا؛ یہ پانچ جلدوں میں مطبع مجلسِ دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی[52]۔ برصغیر کے علماء میں یہ کتاب خصوصی مقبولیت رکھتی ہے اور بعد کے مصنفین نے اِس پر متعدد تکملے بھی لکھے۔

معیّن کتبِ حدیث کے غرائب پر مستقل تصانیف

مذکورہ عمومی نوعیت کی کتب کے علاوہ اِس فن کی ایک اہم شاخ وہ ہے جس میں کسی ایک معیّن کتابِ حدیث کے غریب الفاظ پر مستقل تصنیف کی گئی۔ اِس ذیل میں سب سے نمایاں کتاب قاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبیؒ (م 544ھ) کی "مشارق الانوار علی صحاح الآثار" ہے، جس میں موطأ امام مالک، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے غریب الفاظ کی تشریح کے ساتھ ساتھ اِن کتب کے متون کی تصحیح وضبط کا بھی اہتمام کیا گیا، جو اِسے اپنی نوعیت کی ایک منفرد تصنیف بناتا ہے۔ اِسی نوعیت کی دوسری اہم کتاب علامہ بدر الدین زرکشیؒ (م 794ھ) کی "التنقیح لالفاظ الجامع الصحیح" ہے، جسے صحیح بخاری ہی کے ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا گیا اور صرف متعلقہ لفظ یا جملہ نقل کر کے اُس کی توضیح کی گئی؛ یہ کتاب تقریباً 888 صفحات پر مشتمل ہے اور احمد فرید کی تحقیق کے ساتھ مکتبۃ نزار مصطفی الباز سے سنہ 2000ء میں شائع ہوئی۔ اِن کے علاوہ حافظ ابن حجرؒ نے "ہدی الساری" (مقدمہ فتح الباری) میں بھی صحیح بخاری کے غرائب کے لیے ایک مستقل فصل مختص کی ہے۔

خلاصہ بحث

مذکورہ بالا مباحث سے واضح ہوتا ہے کہ علمِ غریب الحدیث محض ایک لغوی ضمیمہ نہیں بلکہ فہمِ سنت کی ایک بنیادی شرط ہے۔ یہ فن، جو دوسری صدی ہجری کے اواخر میں اپنی مستقل شناخت اختیار کر چکا تھا، تین صدیوں کے تدریجی ارتقاء سے گزر کر ساتویں صدی ہجری میں ابن الاثیرؒ کی "النہایۃ" کی صورت میں اپنے کمال کو پہنچا۔ اِس دوران مسانید کی طرز سے معاجم کی طرز تک کا سفر، اور استدراک در استدراک کا سلسلہ، اِس بات کی دلیل ہے کہ اہلِ علم اِس فن کو محض ایک ثانوی موضوع نہیں بلکہ حفاظتِ سنت کا ایک ناگزیر ذریعہ سمجھتے تھے۔ تصحیف وتحریف سے تحفظ، معانیِ مجملہ کی توضیح، اور حدیث کی تفسیر بذریعہ حدیث یہ تینوں امور اِس فن کی وہ افادیت ہیں جو آج بھی اپنی اہمیت پر قائم ہیں، بلکہ غیر عربی لسانی پس منظر رکھنے والے معاصر طلبۂ علم کے لیے اِس کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ محسوس ہوتی ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International

License.

حوالہ جات (References)

[1] الحاکم النیسابوری، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، معرفۃ علوم الحدیث، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط2، 1397ھ/1977ء، ص4۔

[2] ابن الصلاح، ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمٰن الشہرزوری، معرفۃ انواع علوم الحدیث (مقدمۃ ابن الصلاح)، دار الفکر، دمشق، 1406ھ/1986ء، ص7۔

[3] السیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، دار طیبۃ، الریاض، ج1، ص45۔

[4] خالد المقالی، "علم غریب الحدیث نشأتہ و تطور التألیف فیہ حتی نہایۃ القرن الرابع الہجری"، مجلۃ مکناسۃ، عدد 13، رمضان 1419ھ/جنوری 1999ء۔

[5] "علم غریب الحدیث کی اہمیت اور ارتقائی ادوار کا تحقیقی جائزہ"، الضحیٰ، جولائی 2021ء۔

[6] "علمِ غریب الحدیث کے ارتقاء میں ابنِ اثیر الجزری کا کردار: تجزیاتی مطالعہ"، الاضواء، 2019ء۔

[7] "غریب الحدیث پر موجود کتابوں کے اسالیب کا مطالعہ اور ان کے مناہج کا تقابلی جائزہ"، رحمۃ القلوب۔

[8] سیالوی، ڈاکٹر محمد شریف، اور حفیظ، ڈاکٹر رحمہ، "علم غریب القرآن، نشأتہ و تطورہ"، جرنل آف ریسرچ (اردو)، جلد12، شمارہ1، دسمبر 2007ء، ص131-144۔

[9] براء بن ہاشم الاہدل، "اِثر القراءات القرآنیۃ فی بیان غریب الحدیث لابی اسحاق ابراہیم الحربی (ت 285ھ)"، مجلۃ جامعۃ القرآن الکریم والعلوم الاسلامیۃ، جلد19، شمارہ1، 2024ء۔

[10] ابن منظور، جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ/1994ء، ج1، ص640۔

[11] الخطابی، ابو سلیمان حمد بن محمد البستی، غریب الحدیث، ج1، ص70۔

[12] ابن الاثیر، مجد الدین المبارک بن محمد الجزری، النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر، المکتبۃ العلمیۃ، بیروت، 1399ھ/1979ء، ج1، ص4۔

[13] طاش کبری زادہ، احمد بن مصطفیٰ، مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ فی موضوعات العلوم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ج2، ص213۔

[14] ابن الصلاح، معرفۃ انواع علوم الحدیث (مقدمۃ ابن الصلاح)، دار الفکر، دمشق، 1406ھ/1986ء، ج1، ص272۔

[15] الخطابی، غریب الحدیث، جامعۃ ام القری، مکۃ المکرمۃ، 1402ھ/1982ء، ج1، ص40۔

[16] ابن الاثیر، النہایۃ فی غریب الحدیث والاثر، ج3، ص255۔

[17] الخطابی، غریب الحدیث، ج1، ص47؛ طاش کبری زادہ، مفتاح السعادۃ، ج2، ص213۔

[18] ابن الصلاح، مقدمۃ ابن الصلاح، ج1، ص272۔

[19] السیوطی، تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، ج2، ص638۔

[20] ابن حجر، ابو الفضل احمد بن علی بن محمد، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ/1995ء، ج5، ص213۔

[21] احمد بن حنبل، مسند احمد، حدیث نمبر 21097۔

[22] ابن لہیعہ: نام عبد اللہ، کنیت ابو عبد الرحمٰن، مصر کے مشہور محدث اور قاضی رہے، ترمذی و ابو داؤد کے راوی ہیں؛ بعض محدثین نے اُن پر جرح کی ہے۔ وفات 174ھ۔ الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج15، ص27۔

[23] البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب ما یجوز من الغضب والشدۃ لامر اللہ، حدیث نمبر 6113۔

[24] مسلم، صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستۃ ایام من شوال، حدیث: 1164۔

[25] ابن قتیبہ، غریب الحدیث، ج1، ص275۔

[26] ابن الاثیر، النہایۃ، ج3، ص308۔

[27] البخاری، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، 1422ھ/2002ء، کتاب الجمعۃ، باب الصلاۃ علی الراحلۃ، حدیث: 1117۔

[28] الدارقطنی، ابو الحسن علی بن عمر البغدادی، سنن الدارقطنی، کتاب الوتر، باب صلاۃ المریض، دار المعرفۃ، بیروت، 1386ھ/1966ء، حدیث: 1706۔

[29] الخطابی، غریب الحدیث، ج1، ص49۔

[30] الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، ص88۔

[31] الخطابی، غریب الحدیث، ج1، ص49۔

[32] ابن الاثیر، النہایۃ، ج1، ص5۔

[33] ابن خلکان، ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد، وفیات الاعیان، دار صادر، بیروت، 1994ء، ج4، ص342۔

[34] الخطیب البغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت، تاریخ بغداد، دار الغرب الاسلامی، بیروت، 1422ھ/2002ء، ج14، ص392۔

[35] الخطابی، غریب الحدیث، ج1، ص51۔

[36] ابن قتیبہ، غریب الحدیث، ص151۔

[37] الذہبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1985ء، ج25، ص361۔

[38] ابن الاثیر، النہایۃ، ج1، ص6۔

[39] الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج28، ص141۔

[40] ابن الاثیر، النہایۃ، ج1، ص8۔

[41] الخطابی، غریب الحدیث، ج1، ص98۔

[42] ابن الاثیر، النہایۃ، ج1، ص15۔

[43] الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج21، ص152۔

[44] الزمخشری، ابو القاسم جار اللہ محمود بن عمر، الفائق فی غریب الحدیث، تحقیق: علی محمد البجاوی، محمد ابو الفضل ابراہیم، عیسی البابی الحلبی، القاہرۃ، ط2، 1971ء۔

[45] الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج21، ص365۔

[46] ابن الاثیر، النہایۃ، ج1، ص10۔

[47] ابن الاثیر، النہایۃ، ج1، ص10۔

[48] ابن منظور، لسان العرب، ج1، ص8۔

[49] الزرکلی، خیر الدین، الأعلام، ج5، ص272۔

[50] ابن الاثیر، النہایۃ، ج1، ص11۔

[51] حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج2، ص1989۔

[52] الفتنی، محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الکجراتی (م986ھ)، مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدرآباد دکن، ط3، 1387ھ/1967ء۔